نوافل نماز کی جماعت

نمازِ تہجد جماعت سے پڑھی جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: اگر نماز تہجد بعد نماز فرض عشا ما بین سنت و وتر ادا کرے بارہ رکعت، یا آٹھ، یا دس، یا چھ، یا چار اور اکثر آدمی شوقین نماز تہجد ہوں تو اگر اس نماز کو جماعت سے ادا کرے، یا اخیر شب میں جماعت سے پڑھ لے تو کچھ حرج، یا گناہ تو نہیں؟ سنا گیا ہے معتبر ذرائع سے کہ جناب مولانا گنگوہیؒ نے کہیں لکھا ہے کہ اس نماز کو جماعت سے پڑھ لے، تو کچھ مضائقہ نہیں ہے، مستحبات سے ہے۔

الجواب＿＿＿＿＿＿＿＿＿＿＿＿＿＿

معین احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز عشا قبل النوم اگر نوافل تہجد پڑھ لی جائیں تو ثواب تہجد کا حاصل ہوتا ہے۔(۱)

وهٰذا يفيد أن هٰذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلاة العشاء قبل النوم.(۲)

اور جماعت سے ادا کرنا تہجد کا مکروہ ہے، اگر بتداعی ہو۔

درمختار میں ہے:

أى يكره ذلک لوعلٰى سبيل التداعى بأن يقتدى أربعة بواحد،إلخ.(۳)

اور حضرت مولانا گنگوہیؒ جماعت تہجد کے جواز کو صحیح نہیں کہتے، حضرت مولاناؒ اس سے منع فرماتے تھے۔(۴)

(فتاویٰ دارالعلوم دیو بند:۴/۳۱۱-۳۱۲)

---

(۱) عن ثوبان عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن هٰذا السفر جهد وثقل فإذا أوتر أحدكم فليركع ركعتين فإن قام من الليل وإلاكانتاله.(سنن الدارمى،باب فى الركعتين بعد الوتر،رقم الحديث: ١٦٣٥/مسند البزار،مسند ثوبان رضى الله عنه،رقم الحديث:٤١٩٣/مسند الرويانى،رقم الحديث: ٦٤٤،انيس)

(۲) رد المحتار،مطلب فى صلاة الليل:: ٦٤٠/١،ظفير

(۳) الدرالمختارعلٰى هامش رد المحتار،مطلب فى كراهية الاقتداء فى النفل: ٦٦٣/١،ظفير

(۴) شیخ الاسلام حضرت مدنی علیہ الرحمہ اسے جائز کہتے تھے؛ مگر صرف رمضان میں، سال کے دوسرے حصوں میں نہیں اور آپ کا رمضان میں اسی پر عمل تھا۔ ظفیر

تہجد کی جماعت:

سوال: ہمارے علاقہ کی بعض مساجد میں تہجد کی جماعت ہوتی ہے اور اس میں بھی ایک قرآن مجید ہوتا ہے تو تہجد کی نماز با جماعت پڑھنا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

بعض اکابر تہجد میں بھی بغیر اذان واقامت قرآن پاک سناتے اور سنتے رہتے ہیں؛ مگر اس پر اہتمام نہیں چاہیے،(۱) تہجد تنہا تنہا ہی افضل ہے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۹/۹/۲۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۷/۷)

تہجد کی جماعت اور تداعی کا مطلب:

سوال: اگر کوئی شخص رمضان میں تہجد کی نماز میں پورا قرآن شریف ترتیب سے پڑھے تو تہجد کی نماز با جماعت ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ آپ نے اس کا جواب لکھا تھا کہ ''تہجد کی نماز رمضان میں با جماعت پڑھی جاسکتی ہے؛ لیکن تداعی نہیں ہونا چاہیے''۔

(۱) تداعی کا مطلب واضح طور پر بیان فرمائیں؟

(۲) اگر نماز میں اس جگہ تہجد کی نماز با جماعت ہو رہی ہو اور اس میں قرآن شریف ترتیب سے پڑھا جا رہا ہو، جماعت میں دس یا پندرہ سے زیادہ آدمی روزانہ بغیر کسی دعوت واعلان کے شریکِ جماعت ہو جاتے ہوں تو کیسا ہے؟

(۳) جب تہجد کی نماز میں قرآن شریف ختم ہو تو اس ختم شریف میں کچھ علمائے کرام کو دعا کرانے کے لیے بلایا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ اور اس قسم کا اعلان کیا جاسکتا ہے، یا نہیں کہ آج قرآن شریف ختم ہے، سب لوگ دعا میں شریک ہو جائیں؟ اس طرح اعلان کرنا ختم کے روز کیسا ہے؟

---

(۱) عن زيد بن ثابت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أفضل الصلوٰة المرء صلاته في بيته إلا المكتوبة. (شرح معاني الآثار، باب القيام في شهر رمضان هل هو في المنازل أفضل أم مع الإمام: ۲٤۲/۱، انيس)

(۲) قال في التاتارخانية: "وحكى عن شمس الأئمة السرخسي رحمه الله تعالىٰ أن التطوع بالجماعة علىٰ سبيل التداعي مكروه، أما لو اقتدىٰ واحد بواحد أو إثنان بواحد لا تكره، وإن اقتدىٰ ثلاثة بواحد ذكر هو رحمه الله أن فيه اختلاف المشايخ قال بعضهم: يكره، وقال بعضهم: لايكره. وإذا اقتدىٰ أربع بواحد كره بلا خلاف". (كتاب الصلاة، التراويح، نوع آخر في المتفرقات، ٦٧٠/١، إدارة القرآن، كراچي)

عن ابن عباس قال: صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فقمت عن يساره فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم برأسي من ورائي فجعلني عن يمينه. (سنن الترمذي، باب ماجاء في الرجل يصلي ومعه رجل فصل في الجماعة: ٥٥/١، انيس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

(۱) ایک امام ہو، اس کے پیچھے ایک، یا دو مقتدی ہوں تو بلا تکلف درست ہے، تین مقتدی ہوں، تب بھی گنجائش ہے، (۱) اس سے زیادہ مقتدی ہوں تو یہی تداعی ہے۔ (۲)

(۳) یہ بلانا اور اعلان کرنا بھی ثابت نہیں، اس سے پرہیز کیا جائے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۸/۷-۲۳۹)

تہجد کی نماز باجماعت کا حکم:

سوال (۱) تہجد کی نماز سنت ہے، یا نفل؟

(۲) تہجد کی نماز باجماعت شرعاً صحیح ہے، یا غلط؟

(۳) صرف شب برأت یا شب قدر ہی میں تہجد کی نماز باجماعت پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) تمام لوگوں کو دعوت دے کر بلا کر باضابطہ اعلان کر کے مسجد میں تہجد کی نماز باجماعت پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین سے ایسا طریقہ ثابت ہے، یا نہیں؟

---

(۱) عن ابن عباس قال صليت مع النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ذات ليلة فقمت عن يساره فأخذ رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم برأسی من ورائی فجعلنی عن يمينه. (جامع الترمذی، باب ماجاء فی الرجل يصلی معه رجل، فصل فی الجماعة: ۵۵/۱، انيس)

(۲) أن عائشة أخبرته أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم خرج من جوف الليل فصلی فی المسجد فصلی رجال بصلاته فأصبح الناس يتحدثون بذلک ما اجتمع أكثر منهم فخرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فی الليلة الثانية فصلوا بصلاته فلما كانت الليلة الرابعة عجز المسجد عن أهله فلم يخرج إليهم رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم. (الصحيح لمسم، باب الترغيب فی قيام رمضان: ۲۵۹/۱، رقم الحديث: ۷۶۱، انيس)

قال فی التاتارخانية: "وحكی عن شمس الأئمة السرخسی رحمه اللّٰه تعالیٰ أن التطوع بالجماعة علیٰ سبيل التداعی مكروه، أما لو اقتدیٰ واحد بواحد أو إثنان بواحد لا تكره. وإن اقتدیٰ ثلاثة بواحد ذكرهو رحمه اللّٰه أن فيه اختلاف المشايخ قال بعضهم: يكره، وقال بعضهم: لا يكره. وإذا اقتدیٰ اربع بواحد كره بلا خلاف". (كتاب الصلاة، التراويح، نوع آخر فی المتفرقات: ۶۷۰/۱، ادارة القرآن، كراچی)

(۳) "فهو رد... من أحدث فی الإسلام رأياً لم يكن له الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفی، ملفوظ أو مستنبط، فهو مردود عليه". (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ۳۶۶/۱، رشيدية)

"إن الإصرار علیٰ المندوب يبلغه إلیٰ حد الكراهة، فكيف اصرار البدعة التی لا أصل لها فی الشرع، وعلیٰ هٰذا فلا شک فی الكراهة". (السعاية فی شرح الوقاية، باب صفة الصلاة، قبيل فصل فی القراءة: ۲۶۵/۲، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۵) جس مسجد میں پہلے سے شب برأت، شب قدر میں تہجد کی نماز جماعت سے ہوتی آرہی ہو، اب اگر امام اور پنجگانہ نمازی کے اکثر افراد جماعت سے پڑھنا صحیح نہ سمجھتے ہوں تو وہاں اس طریقہ کو بند کیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟

(۶) اگر کچھ عوام، یا کچھ مقتدی، یا کچھ ذمہ داران مسجد امام کو اس بات پر مجبور کردیں کہ تہجد کی نماز باجماعت پڑھانا ہوگا تو ایسی شکل میں امام کو کیا کرنا چاہیے؟

(۷) تہجد کی نماز باجماعت پڑھنے اور نہ پڑھنے دونوں شکلوں میں اندیشۂ اختلاف وفتنہ ہوتو کیا کیا جائے؟

(۸) تہجد کی نماز باجماعت نہ پڑھنے والے کو بُرا بھلا کہنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

تہجد کی پابندی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، تہجد کی نماز عام مسلمانوں کے لیے مسنون ہے، نفل کا لفظی معنی ''زائد'' ہے، کبھی فرض سے زیادہ کو نفل کہتے ہیں، اسی طرح تمام ہی سنن کو نفل کہا جاتا ہے، کبھی نفل کا لفظ سنن غیر مؤکدہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے سنن زوائد، یا مندوبات بھی کہتے ہیں۔ تہجد کی نماز ہو، یا کوئی اور نماز جو فرض نہیں ہے، اس کے لیے جماعت کا اہتمام اور تداعی (بلاکر اور اعلان کر کے سنن ونوافل کو باجماعت ادا کرنا) مکروہ ہے، چاہے وہ شب برأت ہو، یا کوئی اور رات؛ اس لیے بلاشبہ پورے سال میں کوئی بھی رات ہو، تہجد کی نماز ہو، یا کوئی اور نفلی نماز، اس کے لیے تداعی اور جماعت کا اہتمام درست نہیں ہوگا، ویسے کوئی اپنی نماز تہجد پڑھ رہا ہو اور اس کے پیچھے ایک، دو آدمی شریک ہوجائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

اب رہا مسئلہ رمضان کا تو اس بارے میں فقہا کی تصریح یہ ملتی ہے کہ رمضان میں وتر اور نوافل وتطوعات باجماعت اہتمام کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے۔ اب بعض علما کی رائے عام اصول کے پیش نظر یہ ہے کہ یہاں نوافل وتطوع سے مراد صرف تراویح ہے، دیگر علما کی رائے یہ ہے کہ اس میں تہجد بھی شامل ہے؛ اس لیے بعض اکابر علما کا معمول رمضان میں تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنے کا رہا ہے، علما کا اختلاف رحمت ہے؛ اس لیے ہمارے لیے دونوں راہیں کھلی ہیں، چاہے رمضان میں تہجد کی نماز باجماعت ادا کریں، یا تنہا تنہا۔

خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) غیر رمضان میں تہجد کے لیے جماعت کا اہتمام چاہے وہ شب برأت ہی کیوں نہ ہو، درست نہیں ہے۔(۲)

(۱) ولا یصلی الوتر و(التطوع بجماعة خارج رمضان) أی یکره ذلک لو علیٰ سبیل التداعی، بأن یقتدی أربعة بواحد. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار: ۲/۵۰۰)

(۲) عن زید بن ثابت أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: أفضل صلاة المرء صلاته فی بیته إلا المكتوبة. (شرح معانی الآثار، باب القیام فی شهر رمضان: ۱/۲۴۲، انیس)

(۲)　رمضان المبارک میں تہجد کی نماز میں جماعت کا اہتمام کیا جا سکتا ہے؛(۱) لیکن اگر کچھ لوگ پسند نہ کریں اور وہ گھر پر، یا مسجد میں اپنی نماز تنہا ادا کریں تو انہیں بُرا کہنا، یا مطعون قرار دینا بہت بُری بات ہوگی۔(۲)

(۳)　جس مسجد میں شب برأت میں جماعت تہجد ہوتی ہے تو اسے بلا شبہ روک دینا چاہیے، رمضان میں گنجائش ہے؛(۳) اس لیے اسے روکنا مناسب نہیں، البتہ جو شریک نہیں ہونا چاہے اور شریک نہ ہو تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

(۴)　میرے نزدیک رمضان ہو یا غیر رمضان امام کو تہجد کی امامت کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا، البتہ رمضان کی حد تک میری رائے میں امام تہجد کی امامت کریں تو کوئی حرج نہیں۔

(۵)　لوگوں کو صحیح احکام و مسائل بتانا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ محض اپنی ضد اور خواہش نفس اور رواج کو سند نہ سمجھیں؛ اس لیے کہ فتنہ پیدا کرنا غلط بات ہے۔

(۶)　جو لوگ رمضان میں تہجد کی نماز با جماعت ادا نہیں کرتے، انہیں بُرا نہیں کہا جا سکتا، اکثر علما احناف کی رائے یہی ہے؛ اس لیے ان کا عمل اپنی جگہ صحیح ہے اور جو لوگ جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں، انہیں بھی بُرا نہ کہا جائے کہ ان کا بھی عمل علما کی رائے پر ہے۔

(۷)　واضح رہے کہ تہجد جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا مطلب جشن کرنا، رات جگا کرنا، دیگ چڑھانا، قرآن پڑھا جا رہا ہے، لوگ چائے نوشی میں مشغول ہیں، رکوع کے وقت دوڑے جا رہے ہیں، ایسے کام نہایت بُرے ہیں، ان کو سختی سے منع کرنا چاہیے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

مجاہد الاسلام القاسمی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۴۳/۲-۴۴۶) ☆

---

(۱)　عن مغيرة إبراهيم قال: كان المتهجدون يصلون في ناحية المسجد والإمام يصلي بالناس في رمضان. (شرح معاني الآثار، باب القيام في شهر رمضان هل هو في المنازل: ۲٤۳/۱، انيس)

(۲)　عن زيد بن ثابت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أفضل صلاة المرء صلاته في بيته إلا المكتوبة. (شرح معاني الآثار، باب القيام في شهر رمضان: ۲٤۲/۱، انيس)

(۳)　عن مغيرة إبراهيم قال: كان المتهجدون يصلون في ناحية المسجد والإمام يصلي بالناس في رمضان. (شرح معاني الآثار، باب القيام في شهر رمضان هل هو في المنازل: ۲٤۳/۱، انيس)

☆ تہجد کی نماز با جماعت کا حکم:

سوال:　رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تہجد با جماعت ادا کرتے ہیں اور اکثر لوگوں کی فجر کی جماعت فوت ہو جاتی ہے، کیا اس طرح سے اہتمام کر کے تہجد کی نماز جماعت سے پڑھی جا سکتی ہے؟ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں تہجد کی نماز با جماعت پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــ وباللہ التوفیق

تہجد کی جماعت مشروع ہے یا نہیں؟ اس کو بیان کرنے سے پہلے چند باتیں بطور تمہید ذکر کی جاتی ہیں:　==

شبِ قدر اور شبِ برأت ومعراج میں نوافل:

سوال: شب قدر، شب معراج، شب برأت وغیرہ جیسی راتوں میں مسجدوں میں جمع ہوکر نوافل اور وظائف پڑھنا کیسا ہے؟

== (۱) جماعت، شریعت اسلامی میں شعائر کی حیثیت رکھتی ہے جو فرائض وواجبات کے ساتھ خاص ہے یعنی جماعت سے صرف فرض اور واجب نمازیں پڑھی جائیں گی، مثلاً پنجگانہ اور عیدین کی نمازیں، جیسا کہ علامہ کاسانی بدائع الصنائع میں تحریر فرماتے ہیں:

ولأن الجماعة من شعائر الإسلام وذلک مختص بالفرائض أو الواجبات دون التطوعات.(بدائع الصنائع:۷٤۸/۲)

(عن زيد بن ثابت أن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال: صلاة المرء فی بيته أفضل من صلاته فی مسجدی هٰذا إلا المکتوبة.(شرح معانی الآثار، باب القيام فی شهر رمضان: ۲٤۲/۱، انيس)

(۲) رمضان المبارک کے علاوہ دوسرے دنوں میں نوافل کی جماعت مطلقاً مکروہ ہے، خواہ وتر وتہجد کی جماعت ہو، یا شب برأت کی، البتہ کبھی کبھار جماعت کر لینے کی گنجائش ہے بلا تداعی:

الظاهر أن الجماعة فيه غير مستحبة، ثم إن کان ذلک أحياناً کما فعله عمر کان مباحًا غير مکروه، وإن کان علٰی سبيل المواظب کان بدعة مکروهة؛ لأنه خلاف المتوارث ...والنفل بالجماعة غير مستحب؛ لأنه لم تفعله الصحابة فی غير رمضان، آه.(ردالمحتار: ۵۰۰/۲)

(۳) رمضان المبارک کا مہینہ چونکہ خیر وبرکت کا مہینہ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت عامہ اور مغفرت عامہ متوجہ ہوتی ہے، لوگوں میں عبادت کا شوق وذوق بڑھ جاتا ہے؛ لیکن چوں کہ ہر شخص تنہا اچھی طرح عبادت کرنے پر قادر نہیں ہوتا ہے؛ اس لیے رمضان المبارک میں باجماع المسلمین نفل کی جماعت مشروع ہے، مثلاً تراویح کی نماز، وتر کی نماز باجماعت بالاتفاق مشروع ہے، جیسا کہ مراقی الفلاح میں منقول ہے:

(ويوتر بجماعة) استحبابًا (فی رمضان فقط) عليه اجماع المسلمين؛ لأنه نفل من وجه.(مراقی الفلاح: ۲۱۱)

(۴) یہ بات تو طے ہے کہ تہجد کی نماز نفل ہے، البتہ اس کی جماعت کی جاسکتی ہے، یا نہیں؟ اس بارے میں علما کی دو رائیں ہیں، ایک یہ کہ تراویح اور وتر کے علاوہ رمضان المبارک میں بھی دیگر نوافل کی جماعت مکروہ ہے، لہٰذا تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنا رمضان میں بھی مکروہ ہے۔

دوسری رائے یہ کہ باجماعت نفل نمازوں کی ادائیگی رمضان المبارک میں مشروع ہے، اور تہجد بھی نفل ہے، لہٰذا تراویح اور وتر کی طرح تہجد کی جماعت بھی رمضان میں درست ہے، جیسا کہ ہمارے مشائخ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی علیہ الرحمہ کا عمل تھا، چوں کہ رمضان میں لوگوں میں عبادت کا شوق وذوق بڑھ جاتا ہے اور ہر شخص اچھے ڈھنگ سے تنہا نماز پڑھنے، یا نماز میں قرآن کریم پڑھنے پر قادر نہیں ہوتا، نیز اس بارے میں علما میں اختلاف بھی ہے اور علما کا اختلاف امت کے لیے رحمت ہے، جس کی وجہ سے حکم میں تخفیف ہوجاتی ہے، لہٰذا بلا تداعی اور اہتمام کے تہجد کی نماز رمضان المبارک میں باجماعت ادا کی جاسکتی ہے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں تحریر فرمایا ہے:

"عن مالک أنه لابأس بأن يؤم النفر فی النافلة، فأما أن يکون مشتهرًا ويجمع له الناس فلا". (فتح الباری شرح صحيح البخاری: ۶۲/۳)

نیز حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحی مفتی دارالعلوم دیوبند کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے، چنانچہ فتاوی دارالعلوم جلد چہارم ص ۲۲۳ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں: ==

الجواب

اِحیاء اِن لیالی کا مستحب ہے، یہ راتیں عنداللہ بہت متبرک ہیں، ان میں جتنی عبادت کی جائے، بہت زیادہ باعث

== "لیکن حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ رمضان میں تہجد با جماعت پڑھا کرتے تھے اور دلیل میں فتح الباری وغیرہ کی عبارت جہاں نقل فرماتے تھے، وہاں شامی کی یہ عبارت بھی نقل کرتے تھے:

"والنفل بالجماعة غير مستحب؛ لأنه لم تفعله الصحابة في غير رمضان".

اور فرمایا کرتے تھے تہجد بھی نوافل رمضان ہی میں داخل ہے۔ مفتی علام نے بدعت کے لفظ کی وجہ سے مکروہ تحریمی لکھ دیا ہے، جیسا کہ پہلے مسئلہ میں انہوں نے بحث کی ہے؛ لیکن علامہ شامی نے بدائع وغیرہ کی جو عبارت نقل کی ہے، اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ سنت واستحباب کے خلاف ہے، چنانچہ اخیر میں وہ خود لکھتے ہیں:

"وهو كالصريح في أنها كراهة تنزيهة"

لیکن اگر تہجد کو نوافل رمضان میں شمار کیا جائے اور یقیناً وہ نوافل ہی ہیں اور رمضان میں جماعت کر لی جائے تو کراہت بھی نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم: ۲۲۳/۴)

اسی طرح حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کی یہی رائے ہے: بحث ونظر کے شمارہ نمبر (۱) اپریل مئی جون میں نقل فرماتے ہیں:

"رمضان المبارک میں تہجد کی نماز کے لیے جماعت کا اہتمام کیا جا سکتا ہے؛ لیکن اگر کچھ لوگ پسند نہ کریں اور وہ گھر پر، یا مسجد میں اپنی نماز تنہا ادا کریں تو انہیں بُرا کہنا، یا مطعون قرار دینا بہت بُری بات ہوگی"۔ (بحث ونظر شمارہ نمبر (۱) اپریل مئی جون)

(۵) اب مسئلہ تداعی کا ہے کہ تداعی کسے کہتے ہیں: علامہ علاء الدین الحصکفی درمختار میں اور علامہ ابن نجیم البحر الرائق میں نقل فرماتے ہیں کہ امام کے علاوہ اگر مقتدی چار ہوں تو صحیح قول کے مطابق یہ صورت تداعی کی ہوگی۔ صاحب "البحر الرائق" نقل کرتے ہیں:

إن كان سوى الإمام ثلاثة لا يكره بالاتفاق وفي الأربع اختلف المشائخ والأصح أنه يكره. (البحر الرائق: ٣٦٦/١، طبع دار المعرفة بيروت)

لیکن تداعی کے لغوی معنی پر غور کرنے سے تداعی کی حقیقت یہ سامنے آتی ہے کہ اس کے لئے باقاعدہ اعلان ہو اور لوگوں کو اس کے لیے بلایا جائے، جیسا کہ شامی نے "مغرب" سے نقل کیا ہے: وهو أن يدعو بعضهم بعضًا، كما في المغرب. (ردالمحتار: ٥٠٠/٢)

البتہ اگر چند آدمی بغیر بلائے جماعت کر لیں، یا یکے بعد دیگرے کچھ لوگ جماعت میں شریک ہو جائیں تو یہ صورت تداعی میں داخل نہیں ہوگی، مذکورہ بالا تحریر کی روشنی میں رمضان المبارک میں تہجد کی نماز با جماعت ادا کرنے کا جواز بلا کراہت معلوم ہوتا ہے، لہذا غیر رمضان میں خواہ شب برأت ہو یا کوئی دوسری رات تہجد کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ وممنوع ہے، اس سے احتراز کیا جائے، البتہ رمضان المبارک میں تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی گنجائش ہے، جو لوگ جماعت سے ادا کریں ان کو روکا نہ جائے اور ان کو بُرا بھلا نہ کہا جائے؛ لیکن اس کے لیے باقاعدہ اعلان کر کے لوگوں کو روکنا، نہ آنے والوں کو لعن طعن کرنا، جشن منانا درست نہیں ہے، اس سے احتراز کیا جائے۔

اس کی وجہ سے فجر کی جماعت چھوڑنا جائز نہیں ہے اور اگر تہجد کی جماعت کرنے کی وجہ سے یا تہجد کی جماعت میں شرکت کی وجہ سے نماز فجر قضا ہو جاتی ہے تو تہجد کی جماعت کرنا یا اس میں شریک ہونا صحیح نہیں ہے، فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۲۰/۵/۱۴۱۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۴۶/۲۔۴۴۹)

اجر ہے؛لیکن نوافل با جماعت نہ پڑھنی چاہئیں؛ کیوں کہ یہ بدعت ومکروہ ہے؛(۱) بلکہ اپنے اپنے طور سے تلاوت قرآن مجید ونوافل وغیرہ پڑھنی چاہئیں،کسی خاص اجتماع کی ضرورت نہیں۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند:۲۲۴/۴)

شب برأت، لیلۃ القدر اور عاشورۂ محرم کی راتوں میں باجماعت نماز تہجد:

سوال: سنگی شاہی مسجد میں تہجد کی نماز شب برأت، لیلۃ القدر اور عاشورۂ محرم کی راتوں میں باجماعت ادا ہوتی ہے اور سارے لوگ بہت ذوق وشوق سے ادا کرتے ہیں اور جاہل طبقہ کے لوگوں کو بہت خوشی ہوتی ہے، وہ لوگ یہ سمجھ کر بہت شوق سے پڑھتے ہیں کہ ہم لوگوں کو تو طریقہ معلوم نہیں ہے اور پڑھنے والوں کے شامل ہم لوگ بھی پڑھ لیں گے تو شاید اللہ تعالیٰ ہماری بھی ان کے ساتھ بخشش کردے۔ (آمین) اسی طریقہ کے سبب بہت سے لوگوں میں پنجوقتی نماز کی ادائیگی کی عادت لگ جاتی تھی، گذشتہ سال کوئی صاحب یکے از مصلی نے زبردست اعتراض کرکے موقوف کرادیا اور جماعت نہ ہوئی، کچھ لوگ تو مایوس ہوکر مسجد ہی میں سورہے اور صبح اٹھ کر گھر گئے اور کچھ لوگوں نے دوسری مسجدوں کی راہ لی، جہاں تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ ہوتی تھی۔

تو اب سوال یہ ہے کہ تہجد کی نماز ان راتوں میں سنگی شاہی مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھی جائے، یا نہیں؟ بے پڑھے لکھے لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم لوگوں کو موقع دیا جائے کہ جماعت تہجد کے لیے ہو اور ہم لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھالیں۔

الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ ان راتوں میں مکروہ ہے، تنہا تنہا ہی پڑھنا بہتر وافضل ہے، جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جائے۔ درمختار میں ہے:

(ولایصلی الوتر و)لا(التطوع بجماعة خارج رمضان)أی یکره ذلک لو علٰی سبیل التداعة، بأن یقتدی أربعة بواحد.(۲)

اس میں تراویح اور وتر کی نماز رمضان میں مستثنیٰ ہے۔

اور بدائع میں ہے:

أن الجماعة فی التطوع لیست بسنة إلا فی قیام رمضان، آه.(۷٤۸/۲)(۳)

(۱) واعلم أن النفل بالجماعة علٰی سبیل التداعی مکروه علٰی ما تقدم،إلخ،فعلم أن کلا من صلاة الرغائب لیلة أول جمعة من رجب وصلاة البراءة لیلة النصف من شعبان وصلاة القدر لیلة السابع والعشرین من رمضان بالجماعة بدعة مکروهة،إلخ.(غنیة المستملی: ٤١١/١،ظفیر)

(۲) الدرالمختار علٰی هامش ردالمحتار: ٥٠٠/٢

(۳) بدائع الصنائع،فصل بیان ما یفارق التطوع الفرض فیه: ٢٩٨/١،دارالکتب العلمیة بیروت،انیس

اسی طرح شامی میں ہے:

''والنفل بالجماعة غير مستحب، لأنه لم تفعله الصحابة فى غير رمضان''. (۵۰۰/۲)

وفى الأشباه عن البزازية: يكره الاقتداء فى صلاة رغائب وبراءة وقدر، إلخ. (۱)

فعلم أن كلاً من صلاة الرغائب: ليلة أول جمعة من رجب وصلاة البراءة ليلة النصف من شعبان وصلاة القدر ليلة السابع والعشرين من رمضان بالجماعة بدعة مكروهة، الخ. (غنية المستملى، تتمة من النوافل، ص: ۴۳۲)

ان تمام عبارتوں سے یہی واضح ہوتا ہے کہ تہجد، یا دیگر نفل نمازیں جماعت کے ساتھ مکروہ ہیں، تہجد کی نماز علاحدہ علاحدہ ادا کرے، با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔ (فتاوی رحیمیہ: ۱/۱۷۷)

نوافل کی جماعت تہجد ہو، یا غیر تہجد سوائے تراویح وکسوف واستسقا کے اگر چار مقتدی ہوں تو حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل، ص: ۲۹۹)

جماعت نوافل کی سوائے ان مواقع کے کہ حدیث سے ثابت ہیں، مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۲۸۹)

وإن كان علىٰ سبيل المواظبة كان بدعة مكروهة، لأنه خلاف المتوارث. (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی، ۱۴۰۴/۸/۸ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۴۹-۴۵۱)

لیلۃ القدر میں تنہا عبادت افضل ہے، یا شبینہ میں شرکت کرنا:

سوال: رمضان المبارک کی شب قدر افضل ہے، ۲۷/ شب کو عبادت کرنا تلاوت قرآن، نفل نماز، درودو استغفار وغیرہ، یا شبینہ میں جا کر ختم قرآن میں شرکت کرنا ان دو عملوں میں سے کون سا عمل بہتر ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصليًا

آج کل شبینہ میں اس قدر مفاسد پیدا ہو گئے ہیں کہ اس کے جواز ہی میں کلام ہے، چہ جائے کہ افضل ہو، لہذا تنہا عبادت افضل ہے، (۳) مثلاً اس کے لیے چندہ کرنا جس میں حدود کی رعایت نہیں ہوتی، روشنی وغیرہ میں اسراف ہے۔ (۴)

---

(۱) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ۵۰۰/۲

(۲) رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ۵۰۰/۲

(۳) ''عن زيد بن ثابت رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: أفضل صلاتكم فى بيوتكم إلا المكتوبة''. (جامع الترمذى، أبواب صلوٰة الليل، باب ماجاء فى فضل صلوٰة التطوع فى البيت: ۱۰۲/۱، سعيد)

(۴) عن أبى حرة الرقاشى عن عمه رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لايحل مال امرئ إلابطيب نفس منه''. {رواه البيهقى فى شعب الإيمان والدارقطنى فى المجتبىٰ} (مشكوٰة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب و العارية، الفصل الثانى، ص: ۲۵۵، قديمى)

تداعی واہتمام(۱) قرأت کے وقت امام کا اتنا تیز پڑھنا کہ حروف بھی صحیح ادا نہ ہوں، ارکان صلوۃ وواجبات کو بھی اطمینان سے ادا نہ کرنا، چہ جائے کہ سنن ومستحبات (۲) بعض لوگوں کا لیٹے بیٹھے رہنا، بعض کا باتوں میں مشغول رہنا اور امام کے رکوع کے وقت شریک ہونا، (۳) بعض کا شوروشغب کرنا وغیرہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۶۱/۱۱/۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۳۳۹-۳۴۰)

شب برات میں تہجد کی نماز باجماعت:

سوال: شب برأت میں تہجد کی نماز باجماعت اعلان کر کے پڑھی جاسکتی ہے؟ اس مقصد سے کہ جو بے نمازی ہیں کم از کم اس بابرکت رات میں شریک ہو کر ثواب کے مستحق ہو جائیں، اگر تہجد کی جماعت کی جائے تو کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

ایسا کرنا مکروہ وممنوع ہے، (۴) بے نمازیوں کو تبلیغ وتاکید کی جائے کہ وہ نماز کی پابندی کریں، ترک فرض کو برداشت کیا جائے اور مکروہ کے ارتکاب کی دعوت دی جائے نہ دانشمندی کی بات ہے نہ شرع کی طرف سے اجازت ہے، اس رات میں عبادت کے لیے جمع ہونا بھی منع ہے۔ (کذا فی مراقی الفلاح) (۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دیوبند سہارنپور، ۱۳۹۱/۵/۲۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۲۴۱)

---

(۱) قال شمس الأئمة الحلواني: إن اقتدىٰ به ثلاثة لايكون تداعيا،وإن اقتدىٰ به أربعة فالأصح الكراهة. (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح،كتاب الصلاة،باب الإمامة، ص: ٢٨٦،قديمي)

(۲) "ويجتنب المنكرات هذرمة القرأة،وترك تعوذ وتسمية وطمانينة وتسبيح واستراحة". (الدر المختار، باب الوتر والنوافل: ٤٧/٢،سعيد)

(۳) ويكره للمقتدي أن يقعد في التراويح،فإذا أراد الإمام أن يركع يقوم. (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح، كتاب الصلاة،فصل في التراويح،ص: ٢١٦،قديمي)

(۴) قال الحلبي: "إن كلا من صلاة الغائب ليلة أول جمعة من رجب،وصلاة البراء ة ليلة النصف من شعبان، وصلاة القدر ليلة السابع والعشرين من رمضان بالجماعة بدعة مكروهة". (الحلبي الكبير، تتمات من النوافل، ص: ٤٣٣، سهيل اكيڈمي لاهور)

(۵) ويكره الاجتماع في إحياء ليلة من هٰذه الليالي)المتقدم ذكرها(في المسجد)وغيرها؛لأنه لم يفعله النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولا أصحابه،فأنكره أكثر العلماء من أهل الحجاز،منهم:عطاء وابن أبي مليكة فقهاء أهل المدينة،وأصحاب مالك و غيرهم،وقالوا:ذلك كله بدعة". (مراقي الفلاح علىٰ نور الايضاح،كتاب الصلاة،فصل في تحية المسجد وصلاة الضحى وأحياء الليالي،ص: ٤٠٢،قديمي)

حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نوافل جماعت سے ادا کرنا:

سوال: شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ غالباً نوافل جماعت سے پڑھتے تھے، چناں چہ مکتوبات جلد سوم پر مکتوبات نمبر:۸۷ کے اخیر میں تحریر فرماتے ہیں:

''(تراویح کے بعد) ایک بجے پھر نفلوں میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور پونے تین بجے فارغ ہوکر سحری میں مشغول ہوجاتے ہیں''۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ شب میں نوافل با جماعت ادا فرماتے تھے اور لوگ مرشد کے پیچھے تبرکاً وتیمناً پڑھتے تھے تو کیا حصول یمن وبرکت کے لیے ایسا کر سکتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

مجھے اس کی اصل حقیقت معلوم نہیں؛ لیکن حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر حدیث وفقہ پر پوری تھی اور وہ حتی الوسع سنت پر عمل فرماتے تھے، ممکن ہے کہ وہ تنہا نوافل کی نیت کر کے قرأت بالجہر کرتے ہوں، یا دو تین کو بھی اس میں شامل کر لیتے ہوں، جس کی فقہا کے کلام میں اجازت بھی ہے، اس صورت میں تداعی نہیں اور یہ صورت مکروہ بھی نہیں۔

''**لو لم ينو الإمامة لا كراهة على الإمام، فليحفظ، آه**''. (الدر المختار)

''**لأن الكراهة إنما يتحقق فيه بنية، أما إذا نوىٰ النفل منفرداً فاقتدىٰ به، لاتلزمه الكراهة بفعل غيره، آه**''. (الطحطاوی: ۲۹۷/۱) (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۸/۷-۲۴۹) ☆

(۱) حاشية الطحطاوي على الدر المختار، باب النوافل: ۲۹۷/۱، دار المعرفة، بيروت لبنان)

''قوله: على سبيل التداعي) راجع إليها، والتداعي أن يجتمع أربعة فأكثر على إمام، ودون ذلك لايكره إذا صلوا في ناحية المسجد، كذا في القهستاني''. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، باب الإمامة: ۲۴۰/۱، دار المعرفة بيروت)

☆ رمضان میں تہجد کی جماعت:

سوال: فتاویٰ رشیدیہ، ج:۱/ص:۴۹-۵۵ میں جماعت تہجد کو مکروہ لکھا ہے؛ لیکن حضرت والا رمضان المبارک میں جماعت کثیرہ کے ساتھ تہجد پڑھتے ہیں، یہ امر بہت خلجان کا باعث بنا ہوا ہے۔ امید ہے کہ اس بارے میں تشفی فرمائیے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــ

فتح القدير، المجلد الأول، كتاب الاستسقاء، ص: ۳۳۸ میں ہے:

وقد صرح الحاكم أيضا في باب صلاة الكسوف من الكافي بقوله: ويكره صلاة التطوع جماعة ماخلا قيام رمضان وصلاة الكسوف هٰذا خلاف ما ذكر شيخ الإسلام.

ردالمحتار: ۲۲۳/۱ میں ہے:

قلت: ويويده أيضاً ما في البدائع من قوله أن الجماعة في التطوع ليست بسنة إلا في قيام رمضان.

(وفيه): والنفل بالجماعة غير مستحب؛ لأنه لم يفعله الصحابة رضي الله عنهم في غير رمضان۔ ==

رمضان میں تہجد کی جماعت:

سوال (۱) نمازِ تہجد با جماعت رمضان شریف میں پڑھنا اور اس میں قرآن شریف سننا چاہیے، یا نہیں؟

== مذکورہ بالا نصوص میں قیام رمضان کی تصریح فرمائی گئی ہے، اس کی تخصیص تراویح کے ساتھ نہیں کی گئی ہے، چوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسری شب میں اور صحابہ کرام سے آخر شب تک نوافل با جماعت منقول ہیں، جیسا کہ موطا امام مالک وغیرہ میں بکثرت مروی ہے؛ اس لیے تمام وہ نوافل جو رمضان کی راتوں میں پڑھی جائیں، مراد ہوں گی، خواہ تراویح میں خواہ تہجد میں اوائل شب میں ہوں، یا اواخر میں سب میں جماعت کی اجازت ہوگی۔

مؤطا امام محمد، ص:۱۱۱ میں ہے:

قال محمد: بهٰذا نأخذ، لاباس بالصلاة فى شهر رمضان أن يصلى النّاس تطوعاً بإمام؛ لأن المسلمين قد أجمعوا علٰى ذلک، إلخ.

فتح البارى: ۲۱۷/٤، باب فضل من قام فى رمضان میں ہے:

أى قيام لياليه مصلياً والمراد من قيا م الليل مايحصل به مطلق القيا م كما قدمنا ه فى التهجد سواءً وذكر النووى أن المراد بقيام رمضان صلاة التراويح أنه يحصل بهٰذا المطلوب من القيام لا أن قيا م رمضان لايكون إلاّ بها وأغرب الكرمانى فقال: اتفقوا علٰى أن المراد بقيام رمضان صلاة التراويح، إلخ.

عينى شرح البخارى: ۳۵٤/٥ میں ہے:

قال الكرمانى: اتفقوا علٰى أن المراد بقيا م الليل صلاةالتراويح، قلت: قال النووى: إن المراد بقيام رمضان صلاة التراويح ولكن الاتفاق من أين أخذه؟ بل المراد من قيام الليل مايحصل به مطلق القيام سواء كا ن قليلا أو كثيراً.

وقال العينى فى الجلد الأول، ص: ۲۳۳، من كتاب الايمان من عمدة القارى ما نصه:

ومعنى من قام رمضان من قام بالطاعة فى ليالى رمضان ويقال: يريد صلاة التراويح وقال بعضهم: لايختص ذلک بصلاةالتراويح؛ بل فى أى وقت صلٰى تطوعاً حصل له ذلک الفضل، إلخ.

نصوص مذکورہ بالا سے امور ذیل معلوم ہوتے ہیں:

(۱) جماعت نوافل کی کراہت مطلقاً نہیں ہے؛ بلکہ اس سے کچھ مستثنیات بھی ہیں۔

(۲) مستثنیات میں لفظ قیام رمضان اور کسوف کو ذکر کیا گیا۔

(۳) امام محمد و حاکم و صاحب بدائع وغیرہ متقدمین ؒ نے لفظ قیام رمضان ذکر فرمایا ہے، جو مخصوص بالتراویح نہیں ہے۔

(۴) قیام رمضان کو مخصوص بالتراویح قرار دینا قول مرجوح ہے، جو کہ علامہ کرمانی اور علامہ نووی رحمہما اللہ تعالی کا قول ہے، اس کے خلاف حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام عینیؒ تمام نوافل کو خواہ تراویح ہوں، یا تہجد ہو، یا دیگر نوافل فرمار ہے ہیں اور امام نووی کے قول کو مؤول قرار دیتے ہوئے اپنے قول کی طرف لوٹاتے ہیں اور کرمانی کے قول کو غریب اور مخدوش قرار دیتے ہیں اور یہ ہی امر مدلول مطابق بھی ہے۔ بنابریں فتاوی رشیدیہ کی تصریح جلد ثانی، ص: ۵۵ اور جلد اول، ص: ۴۹ جس میں مستثنیات کو منحصر تراویح کو ساتھ کیا گیا ہے، قول مرجوح پر مبنی ہے، پس رمضان کے جملہ نوافل کی جماعت خواہ بالتداعی ہو، یا بلا تداعی سب کی سب ماذون فیہ؛ بلکہ مستحب ہوگی اور تحت ترغیب من قام رمضان الحدیث داخل ہوگی۔ اس پر نکیر کرنا غیر صحیح ہوگا؛ بلکہ جملہ طاعات طواف نفل، یا عمرہ وغیرہ اس میں ہی محسوب اور مرغوب فیہ قرار دیے جائیں گے، کما ذکرہ العینی رحمہ اللہ تعالی۔ ==

دوسرے نوافل کی جماعت:

(۲) علاوہ تراویح وتہجد کے نوافل باجماعت پڑھنا اور اس میں قرآن مجید کا پڑھنا اور سننا جائز ہے یا نہیں؟

رمضان کے بعد تہجد ونوافل کی جماعت:

(۳) علاوہ رمضان شریف کے نوافل وتہجد باجماعت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱-۳) أقول وباللّٰہ التوفیق: نماز تہجد جماعت کے ساتھ پڑھنا بتداعی مکروہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رمضان کی تین راتوں میں بجماعت نماز پڑھی ہے، وہ تراویح کی نماز تھی۔

علامہ شامی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور حضرت مولانا حجۃ الواصلین قدوۃ العارفین عمدۃ الفقہاء والمحدثین مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ گنگوہیؒ نے اپنے رسالہ تراویح میں بھی تحقیق فرمایا ہے، چناں چہ بعد نقل حدیث مذکور فرماتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو صلوٰۃ جداگانہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کو ہمیشہ منفرداً پڑھتے تھے کبھی بتداعی جماعت نہیں فرمائی، الخ''۔

اور رسالہ مذکورہ میں دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے صراحۃً ثابت نہیں ہوا کہ جب آپ نے تین روز تراویح پڑھی تو اخیر وقت میں تہجد پڑھا یا نہیں۔ واللہ اعلم؛ مگر فعلِ صحابہؓ سے اس کا نشان ملتا ہے، الخ''۔

اور پھر تحریر فرماتے ہیں:

''لہٰذا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات تراویح پڑھی تو تہجد کا بھی اس میں تداخل ہو گیا، الخ''۔

== ہم نے قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ العزیز کا عمل بھی مکہ معظّمہ میں اسی پر پایا اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ العزیز کا بھی یہی معمول تھا اور حرمین شریفین میں قدیم سے عمل سنت عشریہ وغیرہ کا جو کہ بالخصوص شوافع کا اور چالیس رکعت کا عمل، جو کہ موالک کا معمول بہ تھا اور اہل مکہ کا قدیمی عمل ہر ترویحہ پر اسبوع طواف اس کا موید ہے۔ (یہ مسئلہ حضرتؒ کے تفردات میں سے ہے، جسے حضرتؒ نے مجتہدانہ بصیرت سے کام لیتے ہوئے براہ راست احادیث شریفہ سے مستنبط فرمایا ہے؛ لیکن احقر کو حضرت کے اس موقف کی تائید فقہ حنفی کے کسی جزئیہ سے نہیں ملی؛ بلکہ مبسوط سرخسی اور دیگر معتبر کتب احناف میں ۳-۴ سے زیادہ مقتدی ہونے کی صورت میں نوافل کی جماعت کو مطلقاً مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ مبسوط سرخسی ۲/۱۴۴، بریں بنا مسئلہ زیر بحث میں فقہ حنفی کی رو سے حضرت گنگوہیؒ کا موقف ہی راجح اور مضبوط ہے۔ (محمد سلمان) واللہ اعلم

(مخطوطات مبارکہ، ص:۱۰۳) (فتاویٰ شیخ الاسلام، ص:۴۳-۴۵)

الغرض حضرت مولانا قدس سرہٗ نے یہی تحقیق فرمایا ہے کہ جو نماز با جماعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں تین دن ادا فرمائی وہ تراویح کی نماز تھی اور تہجد کی نماز علاحدہ پڑھی، یا تداخل ہوگیا اور یہ کہ تہجد کی نماز میں جماعت نہیں ہے اور یہی اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور علما وفقہاء حنفیہ نے یہی تحقیق فرمایا ہے۔

اور درمختار میں ہے:

ولا یصلی الوتر ولاالتطوع بجماعة خارج رمضان أی یکره ذلک لوعلیٰ سبیل التداعی بأن یقتدی أربعة بواحدٍ،إلخ. (الدر المختار)(۱)

اور اس روایت سے جو رمضان شریف میں تطوع بجماعت پڑھنا مفہوم ہوا، مراد اس سے تراویح کی نماز ہے۔ چناں چہ علامہ شامی نے اس موقعہ پر تحریر فرمایا ہے:

ویؤیده أیضاً مافی البدایع من قوله:أن الجماعة فی التطوع لیست بسنة إلا فی قیام رمضان،آه. (شامی)(۲)

اور نیز فرمایا:

والنفل بالجماعة غیر مستحب لأنه لم یفعله الصحابة فی غیر رمضان،آه. (شامی)(۳)

اور ظاہر ہے کہ صحابہؓ نے جو جماعت رمضان شریف میں کی ہے، وہ تراویح کی جماعت تھی، جیسا کہ فعل حضرت عمرؓ ودیگر صحابہؓ سے ظاہر ہے اور قیام رمضان کا اطلاق بھی اس پر کیا گیا ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۰/۴-۲۲۲)

رمضان میں بتداعی جماعت نوافل کا حکم:

سوال (۱) ماہِ رمضان میں بجماعت تداعی کے ساتھ کون تطوع بلا کراہت جائز ہے؟

تداعی اور کراہت کی تفصیل:

(۲) کتب فقہ کی عبارات میں تداعی سے کیا مراد ہے؟ اور مکروہ سے کیا مراد ہے، تحریمی یا تنزیہی؟

رمضان کے علاوہ مہینوں میں کیا وتر کی جماعت درست ہے:

(۳) فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، ہدایہ کے اس قول: ''**ولا یصلی الوتر بجماعة فی غیر شهر رمضان علیه إجماع المسلمین**'' کے تحت میں ہے:

''**لأنه نفل من وجه والجماعة فی النفل فی غیر رمضان مکروهة**''.

(۱) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار،باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح: ۶۶۳/۱،ظفیر

(۲-۳) رد المحتار،باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح: ۶۶۴/۱،ظفیر

پس رمضان کے سوا وتر اگر بجماعت پڑھے جائیں تو کراہت تحریمی ہوگی، یا تنزیہی؟ اس میں تداعی اور غیر تداعی میں فرق ہوگا، یا نہ؟

رمضان میں تہجد جماعت سے:

(۴) علیٰ ہذا رمضان میں تہجد بجماعت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

رمضان میں تہجد میں اگر دو چار آدمی مل جائیں:

(۵) اگر کوئی شخص رمضان میں تہجد شروع کرے اور اس کے ساتھ صرف دو، یا چار مسلمان آکر اقتدا کریں تو کیا حکم ہے؟

الجواب

(۱-۲) **قال في الدر المختار: ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك علىٰ سبيل التداعي بأن يقتدي أربع بواحدٍ، إلخ.** (۱)

ماہِ رمضان المبارک میں تداعی کے ساتھ جماعت وتر اور تراویح جائز اور مشروع و مسنون ہے اور باقی نوافل سوائے تراویح کے رمضان شریف میں بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہیں اور معنی تداعی کے صاحب درمختار نے بیان فرمائے ہیں: "**بأن يقتدي أربعة بواحدٍ**".

(۳) اتفاقاً کبھی ہو تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر مواظبت اس پر کی جاوے تو کراہت تحریمی ہے، تداعی کے ساتھ ہو، یا بلا تداعی۔

ثم إن كان ذلك أحياناً كما فعل عمر كان مباحاً غير مكروه، أي تحريمي وإن كان علىٰ سبيل المواظبة كان بدعة مكروهة؛ لأنه خلاف المتوارث. (۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تداعی اور غیر تداعی برابر ہے، لفظ بدعۃ کراہت تحریمہ پر دال ہے، **كما لا يخفىٰ.**

(۴) بغیر تداعی کے جائز ہے اور تداعی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے۔ (۳)

---

(۱) رد المحتار، باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراويح: ۶۶۴/۱، ظفیر

(۲) رد المحتار، باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراويح: ۶۶۳/۱، ظفیر

(۳) دلیل وہی ہے جو پہلے مسئلہ کی نقل کی گئی؛ لیکن شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ رمضان میں تہجد بجماعت پڑھا کرتے تھے اور دلیل میں فتح الباریؔ وغیرہ کی عبارت جہاں نقل فرماتے تھے، وہاں شامیؔ کی یہ عبارت بھی نقل کرتے تھے "**والنفل بالجماعة غير مستحب لأنه لم يفعله الصحابة في غير رمضان**". (أيضًا) اور فرمایا کرتے تھے: تہجد بھی نوافل رمضان میں ہی داخل ہے۔ مفتی علام نے بدعت کے لفظ کی وجہ سے مکروہ تحریمی لکھ دیا، جیسا کہ پہلے مسئلہ میں انہوں نے بحث کی ہے؛ لیکن علامہ شامی نے بدائع وغیرہ کی جو عبارت نقل کی ہے، ==

(۵) ایک یا دو کی اقتدا بلا کراہت جائز ہے اور تین میں خلاف ہے اور اس سے زائد مکروہ ہے۔

قوله: (أربعة بواحد): أما اقتداء واحد بواحد أو اثنين بواحد فلايكره وثلاثة بواحد فيه خلاف (بحر عن الكافي) وهل يحصل بهٰذا الاقتداء فضيلة الجماعة ظاهر ما قدمناه من أن الجماعة في التطوع ليست بسنة يفيد عدمه. تأمل. بقي لو اقتدىٰ به واحد أو إثنان ثم جاء ت جماعة اقتدوا به، قال الرضي: ينبغي أن تكون الكراهة على المتأخرين. (شامي)(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر شہرت ہو جانے پر جماعت زیادہ ہونے لگے تو تداعی ثابت ہوگئی اور لازم آ گئی امام کو چاہیے کہ منع کر دے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۲۲۲/۴-۲۲۴)

جماعت نفل علیٰ سبیل التداعی:

سوال: ہمارے یہاں قصبہ اورنگ آباد میں رمضان کے مبارک مہینہ میں تہجد کی نماز درود کے ساتھ باجماعت ادا کی جاتی ہے جس میں تیں آدمیوں سے زیادہ کافی آدمی ہوتے ہیں۔

۲- رمضان کے مبارک مہینہ کی طاق راتوں میں تراویح ختم ہونے کے بعد نفل نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے اور تین آدیوں سے بہت زیادہ آدمی ہوتے ہیں۔ تہجد کی نماز کا بھی ان طاق راتوں میں اعلان کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے جماعت میں بہت زیادہ لوگ ہو جاتے ہیں۔

۳- آج اس مسئلہ کو جو کہ بہشتی گوہر میں دیکھا گیا ہے تو جماعت کے احکام میں دیکھا گیا ہے کہ ۲/ یا ۳/ آدمی مل کر نفل جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور دوام نہ کریں، اگر دوام کریں تو مکروہ ہے۔

۴- کیا رمضان کے مبارک مہینہ میں ۳/ سے زیادہ آدمیوں کو نفل نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے؟

۵- دوام کے کیا معنیٰ ہیں؟ تشریح کے ساتھ سمجھائیں تاکہ دوام کے معنیٰ معلوم ہو جائیں۔

۶- قصبہ اورنگ آباد کے ایک امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ماہِ رمضان میں نوافل کا درجہ فرض جیسا ہو جاتا ہے اس لئے کافی آدمی مل کر تہجد کی جماعت و نفل کی جماعت کر سکتے ہیں۔

۷- ان تمام مسئلوں کو اطمینان بخش امام ابوحنیفہ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے مطابق حل کر دیجئے تاکہ عوام کو تفصیلی معلومات ہو جائے اور فتویٰ پر عمل کیا جائے۔

== اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ سنت و استحباب کے خلاف ہے، چنانچہ اخیر میں وہ خود لکھتے ہیں: ''و هو كالصريح في أنها كراهة تنزيهية''. لیکن اگر تہجد کو نوافل رمضان میں شمار کیا جائے اور یقیناً وہ نوافل ہی ہیں اور رمضان میں جماعت کر لی تو کراہت بھی نہیں۔ واللہ اعلم (ظفیر)

(۱) رد المحتار، باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراويح: ٦٦٤/١، ظفير

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

(۱) ایسا کرنا مکروہ ہے۔(۱)

(۲) یہ بھی مکروہ ہے۔(۲)

(۳) کتب فقہ درمختار وغیرہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔(۳)

(۴) مکروہ ہے۔(۴)

(۵) دوام کے معنیٰ ہمیشہ کے ہیں یعنی اتفاقیہ ایک دو دفعہ نہیں؛ بلکہ ہمیشہ کیا جائے، خواہ ایک ماہ کا ہمیشہ ہو۔(۵)

(۶) وہ کس دلیل کی بنا پر ایسا کہتے ہیں؟ کیا فقہ کی کسی کتاب میں ایسا لکھا ہے؟ کیا بعد مغرب و بعد عشا کی سنت بھی جماعت سے پڑھیں گے؟

(۷) امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے۔

"والجماعة فی النفل غیر التراویح مکروهة،فالاحتیاط بترکها فی الوتر خارج رمضان.وعن شمس الأئمة:أن هٰذا فیما کان علیٰ سبیل التداعی،أما لو اقتدیٰ واحد بواحد وإثنان بواحدلا یکره،وإذا اقتدیٰ ثلاثة بوحد اختلف فیه،وإن اقتدیٰ أربعة بواحدة اتفاقاً،آه". (کذا فی مراقی الفلاح علی الطحطاوی،ص:۳۲۳)(۶) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۲۴۳-۲۴۵)

(۱-۲) (قوله: علیٰ سبیل التداعی)راجع إلیها، والتداعی انه یجتمع أربعة فأکثر علیٰ إمام ودون ذلک لایکره إذا صلوا فی ناحیة المسجد،کذا فی القهستانی". (حاشیة الطحطاوی علیٰ الدرالمختار،باب الإمامة: ۱/۲۴۰، دارالمعرفة بیروت)

(۳) "(ولا یصلی الوتر و)لا(التطوع بجماعة خارج رمضان):أی یکره ذلک علیٰ سبیل التداعی بان یقتدیٰ اربعة بواحد،کما فی الدرر". (الدرالمختار)

(قوله:أربعة بواحد)أما اقتداء واحدبواحداو اثنین بواحد ،فلا یکره فیه خلاف،بحر عن الکافی". (رد المحتار، مطلب فی کراهة الاقتدا فی النفل علیٰ سبیل التداعی وفی صلاة الرغائب: ۲/۴۹،سعید)

(۴) (قوله:علیٰ سبیل التداعی)راجع إلیها ،والتداعی انه یجتمع أربعة فأکثر علیٰ إمام،ودون ذلک لا یکره إذا صلوا فی ناحیة المسجد،کذا فی القهستانی". (حاشیة الطحطاوی علیٰ الدرالمختار،باب الإمامة: ۱/۲۴۰ ،دار المعرفة بیروت)

(۵) (قوله:أی یکره ذلک)...الظاهر أن الجماعة غیر مستحبة ،ثم إن کان ذلک أحیاناً کما فعل عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه،کان مباحاً غیر مکروهٍ،وإن کان علیٰ سبیل المواظبة،کان بدعة مکروهة؛لأنه خلاف المتوارث...

(قوله:علیٰ سبیل التداعی):هوأن یدعو بعضهم بعضاً،کما فی المغرب،وفسره الوافی بالکثرة،وهولازم معناه". (رد المحتار،مطلب فی کراهة الاقتداء فی النفل علیٰ سبیل التداعی،آه: ۲/۴۸-۴۹،سعید)

(۶) مراقی الفلاح،کتاب الصلاة،باب الوتر وأحکامه،ص: ۳۸۶،قدیمی

نفل کی جماعت بعد تراویح:

سوال: آیا تین آدمی نفل بعد تراویح جماعت سے ادا کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں، یا نماز نفل بعد تراویح با جماعت مطلقاً درست نہیں، خواہ تعداد میں ادا کرنے والے تین ہوں، یا زائد؟

الجواب

نفل کی جماعت سوائے تراویح کے سنت اور مستحب نہیں ہے؛ بلکہ بعض صورتوں میں مکروہ اور بعض میں مباح ہے؛ اس لیے فضیلت جماعت کی اور ثواب جماعت کا اس میں حاصل نہیں ہے۔ دو تین مقتدی ہوں تو جماعت کی اجازت ہے؛ مگر جماعت نہ کرنا ہی اولیٰ ہے، لہٰذا مطلقاً نفل کی جماعت نہ کرنی چاہیے۔

درمختار میں ہے:

ولايصلی الوتر ولاالتطوع بجماعة خارج رمضان أی يكره ذلک لوعلٰی سبيل التداعی بأن يقتدی أربعة بواحد كما فی الدرر. ويؤيده أيضاً ما فی البدايع من قوله أن الجماعة فی التطوع ليست بسنة إلاّ فی قيام رمضان، إلخ. (۱)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے تراویح کے اور کوئی نفل جماعت سے نہ پڑھی جاوے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲۲۹/۴)

نفل با جماعت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: نفل با جماعت جائز ہے، یا نہیں؟ میں نے ایک کتاب میں یہ عبارت پڑھی ہے:

''از مخدوم جہانیاں در جامع العلوم است کہ ایشاں بعد از چہار رکعت نماز با امامت نمودند سلطان فیروز شاہ و علما دراں بودند، علمایان گفتند: نماز نفل با جماعت نزد امام ابوحنیفہؒ مکروہ است، می آورد کہ ایشاں روئے مبارک بر بادشاہ آوردند و فرمودند کہ در کتاب کافی است:

"يجوز للمؤمن أن يعمل فی العبادات علٰی مذهب غيره وفی المعاملات لايجوز والتطوع بالجماعة يجوز عند الشافعی".

علمایان بقول ایشاں اعتراف نمودند''؟ بینوا توجروا۔

الجواب

نفل با جماعت نہ پڑھنی چاہئے کہ صحیح یہی ہے کہ جماعت نفل بتداعی مکروہ ہے اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی جماعت میں ہوں، یہ باتفاق مکروہ ہے اور تین مقتدی ہوں تو اس میں خلاف ہے اور ایک یا دو مقتدی ہوں تو کراہت

---

(۱) الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ٦٦٣/١، ظفير

نہیں۔ (کذا فی الشامی)(۱)

الحاصل چھوڑنا اس جماعت نفل کا جو بعد بتداعی ہوتی تھی ضروری ہے اور اب جب کہ چھوٹ گئی ہے، ہرگز پھر جاری کرنی نہ چاہیے، ورنہ بدعت کے جاری کرنے کا گناہ ہوگا۔ (کما جاء فی الحدیث)(۲)

اور جو عبارت جامع العلوم کی مخدوم جہانیاں کے حوالہ سے نقل کی ہے، وہ حجت نہیں ہے، اس سے استدلال کرنا نہ چاہیے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۸/۴)

نوافل کی عمومی جماعت کا حکم:

سوال: نوافل کی جماعت کا جواز تو اس حدیث سے جو ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے نماز تہجد بجماعت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے پڑھی ہے، نکلتا ہے؛ لیکن چوں کہ اس وقت وہ صحابی ہی حاضر تھے، کوئی دوسرے نہ تھے، لہٰذا وہ تنہا شامل ہوئے اور سورج گرہن اور تراویح میں بہت سے آدمی شامل ہوئے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نوافل میں خواہ کتنے ہی آدمی ہوں، جائز ہے تو قلیل آدمیوں کا جماعت نوافل میں انحصار ہونا کس طرح ثابت ہوتا ہے؟

الجواب

نوافل کی جماعت مکروہ ہے؛ مگر نماز تراویح، نماز کسوف، صلوٰۃ استسقا میں جائز ہے، اور سب میں مکروہ تحریمہ [ہے]۔(۳)

(بدست خاص، ص: ٦٨)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۸۳)

---

(۱) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أی یکره ذلک لو علٰی سبیل التداعی بأن یقتدی أربعة بواحد (الدر المختار) قوله: (أربعة بواحد): أما اقتداء واحد بواحد أو اثنین بواحد فلا یکره وثلاثة بواحد فیه خلاف إلخ. (ردالمحتار، باب الوتر والنوافل: ٦٦٣/١-٦٦٤، ظفير)

(۲) عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. (الصحيح لمسلم، باب نقض الأحكام الباطلة، رقم الحديث: ١٧١٨، انيس)

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَإِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ، وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ. (صحيح البخارى، باب الإقتداء بسنن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، رقم الحديث: ٧٢٧٧، انيس)

(۳) قَالَ وأكره أَن يُصَلِّى الْقَوْم التَّطَوُّع جمَاعَة إِلَّا فِي قيام رَمَضَان خَاصَّة لِأَن رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم لم يؤد التطوعات بِالْجَمَاعَة مَعَ حرصه على أَدَاء الصَّلَاة بِالْجَمَاعَة وَلِأَنَّهُ لَا يُؤذن لَهَا وَلَا يُقَام وَلِأَن الْإِخْفَاء فِي التطوعات سنة وَفِي الْأَدَاء بِالْجَمَاعَة معنى الْإِظْهَار فَلهَذَا كره ذَلِك وَأما قيام رَمَضَان فقد أدّى رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم بِالْجَمَاعَة لَيْلَة أَو لَيْلَتَيْنِ وَاتفقَ عَلَيْهِ الصَّحَابَة رَضِي الله عَنْهُم بعده. (النكت للسرخسى، باب من صلاة التطوع: ١٦٩/١، عالم الكتب بيروت، انيس)

نفل کی جماعت:

سوال: رمضان المبارک میں بعد التراویح صلوٰۃ نافلہ مع الجماعۃ پڑھنا درست ہے، یا نہیں؟ ہمارے محلّہ کی مسجد میں بڑے اہتمام کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، اس جماعت کے قیام سے باہم اختلاف بھی ہو گیا ہے، مگر جہلاء اپنی ضد پر اڑے ہیں اور ہر شب میں ادا کرتے ہیں۔ آپ دلائل تحریر فرمائیں؟

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

یہ جماعت علیٰ سبیل التداعی والاصرار ہے، جو کہ مکروہ ہے۔

"والجماعة سنة مؤكدة للرجال، قال الزاهدی: ارادوبالتاكيد الوجوب، إلا فی جمعة وعيد فشرط، وفی التراويح سنة كفاية، وفی وتررمضان مستحبة علٰى قول، وفی وترغيره وتطوع علٰى سبيل التداعی مكروهة، آه". (الدر المختار)

"(قوله: علٰى سبيل التداعی) راجع إليها، والتداعی أن يجتمع أربعة فأكثر علٰى إمام، ودون ذلک لايكره إذا صلوا فی ناحية المسجد، كذا فی القهستانی، ونقله فی البحر عن الصدر الشهيد، وظاهر اطلاقه الكراهة أنها التحريمية، آه". (الطحطاوی، ص: ۲٤۰)(۱)

"وفی الأشباه من البزازية: يكره الاقتداء فی صلاة الرغائب وبراء ة وقدر، آه". (الدر المختار)

"وبراء ة هی ليلة النصف من شعبان، آه". (الطحطاوی: ۲۹۷/۱)(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۲/۷)

نوافل کی جماعت میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں:

سوال: نوافل کی جماعت میں علاوہ امام کے، کتنے مقتدی ہونے چاہئیں؟

الجواب ـــــــــــــــ

تین تک جائز زیادہ مکروہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص: ٦٨) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۱۸۳)

نفل کی جماعت جبکہ مقتدی تین سے زائد ہوں، مکروہ ہے:

سوال: دو تین آدمیوں کی اقتداء بلا ملائے نفل نماز میں درست ہے؛ مگر جماعت کا ثواب نہیں ملتا اور جب جماعت کا ثواب نہیں ملتا تو دو تین آدمیوں کی جماعت بلا ملائے بے سود ہے؟

(۱) حاشية الطحطاوی علٰى الدر المختار، باب الإمامة: ۲٤۰/۱، دار المعرفة، بيروت

(۲) حاشية الطحطاوی علٰى الدر المختار، باب الوتر والنوافل: ۲۹۷/۱، دار المعرفة، بيروت

الجواب

نفل کی جماعت کرنا جبکہ چار مقتدی ہوں تو اتفاقاً مکروہ ہے اور تین مقتدی ہوں تو کراہت میں اختلاف ہے اور جس صورت میں مکروہ نہیں، اس میں ثواب نہ ملنے کی تصریح تو نہیں ہے۔ شامی نے قول بدائع ''**أنّ الجماعة في التطوع ليست بسنة**'' سے استنباط کیا ہے اور اس میں تامل بھی ظاہر کیا ہے۔ (شامی: ۱/۱۴۱/۷)

بہرحال اہتمامِ جماعت نفل میں نہ کرنا چاہیے۔ (امداد الاحکام: ۲/۲۲۵)

سامع اگر تراویح سے قبل نوافل میں امام کو قرآن سنائے جس سے مشغولین فی السنن وغیرہ کو تشویش ہو تو یہ عمل ان کا جائز ہے، یا نہیں؟ اور اس جماعتِ نفل میں شرکت کا حکم:

سوال: ہمارے یہاں مسجد میں تراویح کے قاری کے جو حافظ صاحب سامع ہیں، وہ قبل تراویح دو رکعت نفل میں اپنا قرآن شریف قاری کو سنا دیتے ہیں؛ مگر ان کے سنانے کے وقت عشا کا وقت بھی ہو جاتا ہے اور لوگ کچھ ان کی جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں، کچھ علاحدہ اداءِ سنن میں مشغول ہو جاتے ہیں، پھر یہ حافظ صاحب جو نفل میں قرآن شریف سناتے ہیں، بالکل اسی جگہ کھڑے ہو کر سناتے ہیں، جو تراویح و فرض کے امام کی جگہ ہے، بظاہر مجھے یہ صورت پسندیدہ نہیں معلوم ہوتی؛ کیوں کہ اس میں مشغولین بالسنن سے تزاحم ہوتا ہے اور ایسے وقت یا تو حافظ صاحب کے نفل موقوف ہوں، یا سننِ متروک؛ کیوں کہ ﴿إذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ الآیۃ کا عموم موجودہ صورت کو جائز نہیں ٹھہراتا، پھر مجھے یاد ہے کہ مدینہ طیبہ میں میرے سامنے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے قاضی بلد سے یہ فرمایا تھا کہ لوگ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تلاوت کرتے رہتے ہیں، جس سے مصلّین کو تشویش ہوتی ہے؛ اس لیے اس کی ممانعت ہونی چاہیے تو قاضی صاحب نے وعدہ کیا تھا، وہاں بھی تلاوت کرنے والے فرض نماز کی جماعت کے وقت نہیں کرتے تھے؛ کیوں کہ اس وقت تو وہ بھی جماعت میں شامل ہو جاتے تھے، البتہ قبل جماعت و بعد اذان تلاوت بلند آواز سے کرتے تھے جس سے ادائے سنن ورواتب میں تزاحم ہوتا تھا؟

الجواب

آپ کا خیال صحیح ہے، اس حافظ سامع کو ایسا جہر نہ کرنا چاہیے جس سے مصلّین کو تشویش ہو؛ بلکہ کسی الگ جگہ پڑھا کریں اور اس کے ساتھ دوسرے لوگوں کو اقتدا بھی نہ کرنا چاہیے؛ کیوں کہ نوافلِ مطلقہ کی جماعت میں تین چار سے زیادہ آدمی ہونا مکروہ ہیں۔

۱۶/ رمضان ۱۳۴۸ھ (امداد الاحکام: ۲/۲۲۷-۲۲۸)

نوافل میں ختم قرآن با جماعت:

سوال: چند اشخاص کی خواہش تھی کہ نماز نفل میں ایک قرآن شریف ختم کیا جاوے، حافظ نے بعد نماز مغرب وعشا دو چار رکعت میں تھوڑا تھوڑا پڑھ کر قرآن شریف ختم کیا جائے، اس دوران میں ایک شخص نے ٹوکا کہ اس طرح درست نہیں، نفل نماز با جماعت درست نہیں، اس حالت میں فعل مذکور حافظ کا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا ومصلیاً

اگر امام کے علاوہ چار شخص، یا زیادہ مقتدی تھے تو یہ فعل مکروہ ہے، اگر امام کے علاوہ صرف دو تین آدمی مقتدی تھے تو مکروہ نہیں۔

فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح: "قال شمس الائمة الحلوانی: إن اقتدیٰ به ثلاثة، لا یکون تداعیاً، فلا یکره اتفاقاً، وإن اقتدیٰ به أربعة فالأصح الکراهة، آه". (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/ جمادی الثانیہ ۱۳۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف، ۲۰/ جمادی الثانیہ ۱۳۵۲ھ۔ صحیح: بندہ عبد الرحمٰن۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۳/۷)

☆ ☆ ☆

(۱) حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب الإمامة، ص: ۲۸٦، قدیمی